تاریخ کی اہمیت

بشریٰ یحییٰ

قوموں کو منازل ترقی طے کرانے اور قوموں کو ذلت و پستی سے بچانے کیلئے تاریخ ایک زبردست موثر اور نہایت قیمتی ذریعہ ہے قومیں جب کبھی قعر مذلت سے بام ترقی کی طرف متحرک ہوئی ہیں انہوں نے تاریخ ہی کو سب سے بڑا محرک پایا ہے۔ قرآن کریم نے ہم کو یہ بھی بتایا ہے کہ سعادت انسانی اور دین و دنیا کی کامرانی حاصل کرنے کیلئے تاریخ کا مطالعہ نہایت ضروری ہے چنانچہ باری تعالیٰ نے لوگوں کو عبرت پذیر اور نصیحت یاب ہونے کیلئے کلام پاک میں جا بجا امم سابقہ کے حالات یاد دلائے ہیں کہ فلاں قوم نے اپنی بد اعمالیوں کیلئے کیسے نتائج دیکھے اور فلاں قوم اپنے اعمال حسنہ کی بدولت کیسی کامیاب و فائز المرام ہوئی۔

ان میں سے چند مقامات کی نشاندہی کی جارہی ہے۔

۱۔ قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین. هذا بیان للناس و هدی و موعظة للمتقین.

(ال عمران پارہ 4 آیت 135,134)

۲۔ ولقد اتینا موسی الکتاب من بعد ما اهلکنا القرون الاولی بصائر للناس و هدی و رحمة لعلهم یتذکرون.

(سورۃ القصص پارہ 20 آیت نمبر 43)

غرض یہ کہ آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ وغیرہ کے واقعات اور فرعون، نمرود، عاد، ثمود وغیرھم کے حالات قرآن کریم میں اسی لئے مذکور و مسطور نہیں کہ ہم ان کو دل بہلانے اور نیند لانے کا سامان بنائیں بلکہ یہ سچے اور یقینی حالات اس لئے ہمارے سامنے پیش کئے گئے ہیں کہ ہمارے اندر نیک کاموں کے کرنے کی ہمت اور بداعمالیوں سے دور رہنے کی جرأت پیدا ہو اور ہم اپنے حال کو بہترین مستقبل کا ذریعہ بنا سکیں۔

انبیاء علیہم السلام جو بنی نوع کے سب سے بڑے محسن، سب سے زیادہ خیر خواہ اور سب سے زیادہ شفیق علی خلق اللہ ہوتے ہیں انہوں نے جب کبھی کسی قوم کو ہلاکت سے بچانے کی اور عزت و سعادت سے ہمکنار بنانے کی کوشش و سعی کی ہے تو اس قوم کو عہد ماضی کی تاریخ یاد دلائی ہے۔ جیسے حضرت ابو واقد لیثیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم جنگ حنین کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ مقام حنین کی طرف جا رہے تھے اور ہمارا زمانہ کفر نیا نیا گذرا تھا راستے میں ایک جگہ بیری کا درخت آیا جس کو ذات انواط کہا جاتا تھا۔ مشرکین اس درخت کے پاس بیٹھنا باعث برکت خیال کرتے تھے اور اپنے ہتھیار بھی برکت کیلئے اس درخت پر لٹکایا کرتے تھے۔

حضرت ابو واقدؓ کہتے ہیں چلتے چلتے ہم بیری کے درخت کے پاس سے گذرے تو ہم نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ جیسے ان مشرکین کے لئے ذات انواط ہے ہمارے لئے بھی ذات انواط مقرر فرما دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا ''بخدا تم بالکل وہی بات کہہ رہے ہو جو بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہی تھی کہ'' اے موسیٰؑ ہمارے لئے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں'' موسیٰؑ نے کہا ''تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو'' پھر فرمایا تم بھی اگلی امتوں کے طریقے پر چلوگے۔

دنیا کے بڑے بڑے لیڈروں اور ریفارمروں میں کوئی بھی ایسا نظر نہیں آتا جس کو حالات رفتگاں اور واقعات گذشتگاں کے مطالعہ نے محو و مدہوش اور از خود فراموش بنا کر آمادہ کار اور مستعد سعی و ایثار نہ بنایا ہو یہی وجہ ہے کہ ہر واعظ اور ہر ایک لیکچرار جو سامعین کو اپنے حسب منشاء پر جوش اور آمادہ کار بنا سکتا ہے اس کے وعظ میں پاستانی واقعات اور بزرگان گذشتہ کے حالات کی یاد دہانی یعنی تاریخ کی چاشنی ضرور موجود ہوتی ہے۔

مشاہیر گذشتہ کے حالات و واقعات میں بھی جن مشاہیر سے مذہبی، قومی، ملکی تعلقات کے ذریعہ ہمارا قریبی رشتہ ہوتا ہے ان کے حالات کا ہم پر زیادہ اثر ہوتا ہے رستم و اسفندریا اور گشتاسپ و نوشیرواں کے حالات کا مطالعہ جس قدر ایک ایرانی یا ایک پارسی کے دل میں شجاعت مذہبیت اور عدل و انصاف کے جذبات کو مشتعل بنا سکتا ہے کسی مسلمان پاکستانی پر ویسا اثر نہیں کرسکتا۔ یہی حقیقت عالم آشکار ہو چکی ہے کہ کسی قوم کو زندہ کرنے اور

رکھنے کے سامانوں میں اس قوم کی گذشتہ تاریخ سب سے زیادہ ضروری سامان ہے تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ قومیں جو اپنی کوئی باعظمت و پرشوکت تاریخ نہیں رکھتیں فرضی انسانوں اور جھوٹے قصوں کی تصنیف و تالیف میں مصروف ہیں اور ان فرضی قصوں کو تاریخی جامہ پہنا کر افراد قوم اور نوجوانانِ ملک کے سامنے اس طرح پیش کر رہی ہیں کہ ان کی صداقت کا یقین ہو جائے۔ دروغ کو فروغ دینے کی یہ قابل شرم کوشش قوموں کو محض اس لئے کرنی پڑ رہی ہے کہ وہ قومیں اپنے افراد کو ان کے علو مرتبت کا یقین دلائے کہ ہر ایک وہ قوم جو کسی دوسری قوم کو رقابت یا عداوت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اسکی تاریخ کو مسخ کرنے اور اس کے افراد کو اپنی تاریخ سے غافل کرنے اور ناواقف رکھنے کی کوششوں میں مصروف نظر آتی ہے۔

جیسا کہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ سکول و کالج کی اردو و اسلامیات اور دیگر دوسری کتابوں سے ایسے اسباق نکال دیے گئے ہیں جو بچوں کو ان کی تاریخ پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ جراَت و بہادری کا سبق دیتے ہیں۔ سورۃ الانفال میں زیادہ جنگ کا تذکرہ ہے اسی طرح خالد بن ولید میجر عزیز بھٹی شہید اور محمد بن قاسم جیسے سبق نکال دیے گئے ہیں۔ یہ صرف اور صرف ایک سازش ہے کہ آج کے بچے اور نوجوان اپنی تاریخ کو بھول جائیں اسلئے کہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے خالد بن ولید کو پڑھا محمد بن قاسم کی بہادری کو پڑھا تو ان کے اندر وہی جذبہ و شوق پیدا ہوگا۔ پھر انہی میں سے کوئی محمد بن قاسم کا کردار ادا کرے گا۔ کوئی صلاح الدین ایوبی جیسا کارنام انجام دے گا کوئی غزنوی کی طرح ہندوستان کی اینٹ سے اینٹ بجائے گا اس لئے کہ اسلاف کے کارناموں سے ہی جرات و بہادری کا جوش و جذبہ پیدا ہوگا۔

تاریخ ہم کو بزرگوں کے حالات سے واقف کر کے دل و دماغ میں ایک بابرکت جوش پیدا کرتی ہے انسانی فطرت میں ایک خاص قسم کی پیاس اور خواہش ہے جو ممالک کی سیاحی، باغوں کی سیر اور کوہ و صحرا کے سفر پر آمادہ کرتی ہے۔ یہی تقاضا ہے جو فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون کے حکم کی تعمیل اور تاریخی کتابوں کے مطالعہ کی طرف انسان کو متوجہ کرتا ہے اس فطری تقاضے پر نظر فرما کر فطرتوں کے خالق نے کتب سماویہ میں چاشنی رکھی ہے۔ بنی اسرائیل جیسی عظیم الشان قوم تھی کہ نحن ابناء اللہ و احباءہ تک کہہ کر گذر گئے لیکن جب اپنے بزرگوں کے حالات سے بے خبر ہوتے گئے قصرِ ذلت میں گرتے گئے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے الفاظ سے بار بار ان کو مخاطب فرمایا اور ان کے بزرگوں کے حالات یاد دلائے۔

جس قوم کو اپنے تاریخی حالات اور پاستانی واقعات سے پورے طور پر اطلاع ہوتی ہے اس کے قومی امتیازات اور خصوصیات بھی محفوظ اور قائم رہتے اور قوم کے افراد کا کسی میدان اور کسی مقابلہ میں دل نہیں ٹوٹنے دیتے بلکہ کمر ہمت کو چست رکھ کر انجام کار کھوئے ہوئے کمالات تک پہنچا دیتے ہیں۔ وہ شخص جو اپنے باپ دادا کے حالات سے بے خبر ہے موقع پا کر خیانت کر سکتا ہے لیکن جو یہ جانتا ہے کہ میرے دادا نے فلاں موقع پر لاکھوں روپے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دیانت کو ہاتھ سے نہ جانے دیکر عزت و ناموری حاصل کی اس سے خیانت کا ارتکاب دشوار ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو باپ دادا کے حالات سے بے خبر میدان جنگ سے جان بچا کر فرار کی عار گوارا کر سکتا ہے لیکن جو واقف ہے کہ میرے باپ نے فلاں فلاں میدان میں اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈال کر میدانِ جنگ سے منہ نہ موڑا وہ کبھی نہ بھاگ سکے گا۔ اور فرار کا خیال دل میں آتے ہی اس کے باپ کے کارناموں کی یاد زنجیر پا ہو جائے گی۔ اسی طرح وفا، صدق مقال، پاک دامنی، حیا، سخاوت وغیرہ اخلاق فاضلہ کو قیاس کر لیں۔

بزرگوں کے حالات کی واقفیت ہی دنیا میں بہت کچھ امن اور قوموں میں زندگی کی روح پیدا کر سکتی ہے غالباً سی بات پر غور کر کے ہماری ہمسایہ قوموں میں سے بعض نے جو اپنی کوئی شاندار تاریخ نہیں رکھتیں فرضی افسانوں اور جھوٹے ناولوں کو تاریخ کا جامہ پہنا کر اپنا کام نکالنا چاہا ہے اور مطلق پرواہ نہیں کی کہ ہم راست گفتاری کی عدالت اور مورخوں کی مجلس میں کس قدر ذلیل و خوار ٹھہرائے جائیں گے۔

اقوام عالم میں صرف مسلمان ہی وہ قوم ہے جو سب سے زیادہ شاندار تاریخ رکھتی ہے اور سب سے بڑھ کر اپنے بزرگوں کے کارناموں کی نسبت ایسا یقینی علم حاصل کر سکتی ہے جو ہر قوم کے شک و شبہ سے پاک ہے مسلمانوں کو ہومر کے الیڈ واڈ سے روشناس کرانے کی مطلق ضرورت نہیں۔ مسلمانوں کو مہابھارت و رامائن کی بھی کوئی احتیاج نہیں کیونکہ ان کی یقینی و حقیقی تاریخ میں ہر قوم کے نمونے اور کارنامے ان کے واقعات سے زیادہ شان دار اور محیر العقول موجود ہیں ان مذکورہ انسانوں اور داستانوں کی غلط بیانی و بے اعتباری ان کے پاس نہیں پھٹک سکتی۔

مسلمانوں کو فردوسی کے شاہنامے اور اسپارٹا والوں کے افسانے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی تاریخ

کا ہر ورق بہت سے رستم اور بہت سے اسپارٹا پیش کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو ارسطو و بیکن اور بطلیموس و نیوٹن کی بھی کوئی احتیاج نہیں کیونکہ ان کے اسلاف کی مجلس میں ایسے ایسے فلسفی و ہیئت دان موجود ہیں جن کی کفش برداری پر مذکورہ مشاہیر کو فخر کا موقع مل سکتا ہے۔

کس قدر افسوس اور کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ آج جبکہ مسابقت اقوام کا ہنگامہ تمام دنیا میں برپا ہے مسلمان جو سب سے زیادہ شاندار تاریخ رکھتے ہیں وہی سب سے زیادہ اپنی تاریخ سے غافل و بے پرواہ نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کے جس طبقہ کو کسی قدر بیدار اور ہوشیار کیا جاسکتا ہے اس کی بھی یہ حالت ہے کہ اپنے لیکچروں ،تقریروں ،مضمونوں ،رسالوں ،اخباروں اور کتابوں میں جہاں کہیں اخلاق فاضلہ کے متعلق کسی نظیر و تمثیل کی ضرورت پیش آتی ہے تو یورپ اور عیسائیوں میں سے کسی مشہور شخص کا نام فوراً اور بلا تکلف زبان اور قلم پر جاری ہو جاتا ہے۔

اس سے زیادہ مستحق سینکڑوں ،ہزاروں مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص کا نام بھی ان کو معلوم نہیں ہوتا۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ اور علوم جدیدہ سے واقف مسلمانوں کی تقریروں اور تحریروں میں نپولین ہنی بال، شیکسپیئر، بیکن نیوٹن وغیرہ مشاہیر یورپ کے نام جس قدر کثرت سے پائے جاتے ہیں ایسی کثرت سے خالد بن ولید، صلاح الدین ایوبی، حسان بن ثابت فردوسی، طوسی، ابن رشد، بوعلی سینا، سلطان نورالدین محمود زنگی کے نام تلاش نہیں کیے جاسکتے۔ اسکا سبب بجز اس کے کچھ اور نہیں کہ مسلمان اپنی تاریخ سے ناواقف اور غافل ہیں۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید بھی کہا کرتے تھے کہ ”مسلمانوں تمہیں اپنی تاریخ بھول چکی ہے“

مسلمانوں کی ناواقفیت ،غفلت اور بھول جانے کا سبب یہ ہے کہ اول تو علم کا شوق دوسری ہمسر قوموں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو کم ہے دوسرے علم حاصل کرنے کے مواقع و فرصتیں میسر نہیں۔ بہر حال ہمارے ملک کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو اسی تاریخ پر اعتماد کرنا پڑتا ہے جو مسلمانوں کے رقیبوں اور مخالفوں کی مرتب کی ہوئی مسخ شدہ تاریخ انگریزی تصانیف میں موجود ہے۔

تاریخ کے فوائد:

تاریخ کا مطالعہ حوصلہ بلند کرتا ہے، ہمت کو بڑھاتا ہے، نیکیوں کی ترغیب دیتا ہے اور بدیوں سے روکتا ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے دانائی اور بصیرت ترقی کرتی ہے، دوراندیشی بڑھتی ہے، حزم اور احتیاط کی عادت پیدا ہوتی ہے، دل سے رنج و غم دور ہو کر مسرت و خوشی میسر ہوتی ہے۔ تاریخی کتابوں کا مطالعہ کرنیوالوں میں احقاق حق اور ابطال باطل کی قوت ترقی کرتی ہے اور قوت فیصلہ بڑھ جاتی ہے۔ تاریخی مطالعہ سے صبر واستقلال کی صفت پیدا ہو جاتی ہے اور دل و دماغ میں ہر وقت تازگی اور نشوونمائی کی کیفیت موجود رہتی ہے۔

غرض کہ علم تاریخ ہزاروں واعظوں کا ایک واعظ اور عبرآموزی کا بہترین ذریعہ ہے۔ تاریخی مطالعہ کے ذریعہ انسان ہر وقت اپنے آپ کو بادشاہوں، فاتحوں ،رسولوں ،عالموں اور باکمالوں کی مجلس میں موجود دیکھتا ہے اور ان تمام معززین سے استفادہ کرتا ہے ۔بڑے بڑے بادشاہوں ،وزیروں ،سپہ سالاروں اور حکیموں سے جو غلطیاں سرزد ہوئیں، یہ ان سے محفوظ رہ سکتا ہے کوئی علم ایسا نہیں جس کے مطالعہ کو انسان اس قدر مسرت اور شادمانی کے ساتھ بلا کسی قسم کی کوفت و ماندگی برداشت کئے ہوئے جاری رکھ سکے جیسا کہ تاریخی مطالعہ کو جاری رکھ سکتا ہے۔

وما توفیقی الا باللہ